ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

دعوات عبدیت حصہ

ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

اسلام جوڑتا ہے توڑتا نہیں

خطبہ جمعۃ المبارک جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی

واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا ۔ وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها

محترم بھائیو! اسلام ایک ایسی نعمت ہے جس نے انسانوں کے منتشر شیرازہ کو آپس میں جوڑا اور اس نعمت کی وجہ سے اسلام کے رشتہ کی بنا پر ایک دوسرے سے ٹوٹے ہوئے انسان آپس میں مل گئے۔ اسلام ملانے کے لئے اور جوڑنے کے لئے آیا تھا، توڑنے کے لئے نہیں۔ باہمی اجتماع باہمی اتحاد اور ربط و تعلق باہمی کدورتوں اور نفرتوں کو محبت اور الفت سے بدلنا اسلام کی خاصیت ہے۔ اس لئے اسلام کی تمام عبادات میں بھی یہی اجتماعیت اور ربط و تعلق کی شان موجود ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ ہر عبادت میں غور کیجئے ہر جگہ انسانوں کا ایک دوسرے کی خبر گیری ہمدردی اور مواسات کا پہلو نمایاں ہوگا۔

سب سے اہم عبادت نماز ہے جسے اللہ رب العزت نے مقرر کیا اور اس میں جماعت کی بڑی تاکید کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ نوجوانوں کو بھیج کر جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کراؤں پھر نماز باجماعت کے وقت کسی کو نماز میں آگے کر کے خود مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں دیکھوں۔ اور جو شخص جماعت کو حاضر نہیں ہوا اس کے مکان کو جلا دوں ـــــ تو اتنا سخت ارادہ تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بلا عذر جماعت میں حاضر نہ ہونے والے لوگوں کے مکان اس لئے نہ جلائے کہ گھروں میں بچے بھی ہیں عورتیں بھی ہیں۔ نابالغ بچے تو مکلف نہیں، عورتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ تو ان کو بھی گھروں میں رہنے کا حق ہے۔ ـــ تو بچوں اور عورتوں کی خاطر انہیں جلایا نہیں۔

رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین نے اتنا بڑا ارادہ فرمایا جس سے جماعت کے ساتھ نماز کی اہمیت کا اندازہ

ہو جاتا ہے۔ اکیلے نماز پڑھیں تو ایک عمل کا اجر ہے اور جماعت سے پڑھنے پر اگر ایک نمازی مقتدی بھی ہو تو ستائیس ۲۷ درجے ثواب دیا جائے گا۔ اور جتنی جماعت بڑھے گی۔ تو اتنا ثواب میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا خانہ کعبہ میں ایک نماز کا اجر ایک لاکھ نمازوں کا ہے۔ مسجد نبوی میں آپ نماز پڑھیں تو ایک نماز کا اجر پچاس ہزار نمازوں کا ہوگا۔ اور پنڈی کی اس مسجد یا دوسری مسجدوں میں ایک نماز باجماعت کا اجر ۲۷ درجے ہوگا۔ اور اس میں علماء نے بہت سی حکمتیں اور فوائد لکھے ہیں۔ سیاسی، اقتصادی لحاظ سے قطع نظر کر کے بھی بیشمار مصلحتیں ہیں۔ دین ہمیں ملانا چاہتا ہے جوڑنا چاہتا ہے شیطان ہمیں توڑتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ ہم نے دین کو چھوڑا تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اس کے ساتھ تباہی لازمی ہے۔ باجماعت نماز میں سیاسی مقاصد کے علاوہ بہت سے فوائد ہیں۔ اس میں منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ دین کا شعار بلند ہوگا۔ ہر قوم ہر تحریک ہر حکومت اپنے شعائر کو جو اس کے نشانیاں ہوتی ہیں۔ اس کو بلند رکھنا چاہتے ہیں، کہیں فوجوں کی نمائش ہے یا کہیں اسلحہ کی، کہیں سلامی لی جاتی ہے اور تحریکوں والے بھی اپنے شعائر کو اپنے جھنڈوں کو اپنے دفتروں کو بلند اور ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ لوگ اسے دیکھ کر کہیں کہ یہاں فلاں جماعت کی تحریک چل رہی ہے۔ تو اللہ کے جو شعائر ہیں ان میں نماز باجماعت کی بڑی اہمیت ہے۔ اس میں اللہ کے سامنے ہم اپنی بندگی اپنی عاجزی اور اپنی غلامی و عبدیت کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ اس سے اللہ جل جلالہ کی عظمت اور ہماری عبدیت ظاہر ہوگی گھر میں چوروں کی طرح پڑھ لی تو کیا معلوم ہو کہ خدا کے غلام ہیں یا سرکش ہیں تو ہر حکومت اپنے شعائر کا بلند ہونا چاہتی ہے۔ تو خدا کی حکومت بھی چاہتی ہے کہ میرے غلام اور عبید میرے شعائر کو بلند کریں۔

من جملہ دیگر فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ سب کی نمازیں جماعت کی وجہ سے انشاء اللہ قبول ہو جائیں اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ہمارے لئے ایک قانون مقرر فرمایا ہے کہ جب آپ دکاندار سے یا کسی بائع سے کوئی چیز خریدنا چاہیں تو بائع اچھی اور بری چیز دونوں کو ملا کر بیچتا ہے۔ مگر ایک ملاوٹ تو آج کل ہم لوگ کرتے ہیں اس کا نام غش اور دھوکہ ہے غداری ہے۔ دودھ میں پانی ملایا۔ ہلدی میں ملتانی مٹی ملا دی چائے میں بھوسہ ملا دیا۔ تو یہ تو مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے یہ لوگ تو قوم اور ملک کے غدار ہیں۔ اور یہ قطعاً حرام ہے۔ غلط چیز ہے۔ خدا کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے حقوق العباد کا احساس نہیں رہا۔

دیکھئے ہمارے اکابر اور اسلاف میں مرد تو مرد عورتوں کا کیا طرز عمل تھا۔ حضرت عمرؓ کا یہ طریقہ ہوا کرتا تھا کہ رات کے وقت گھومتے شہر مدینہ میں بھی اور مضافات میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے حضرت امیر المؤمنین کے نقش قدم پر چلنے والے امیر اور حکام عطا فرما دے۔

[illegible] ہے کہ جب تمہارے امیر معتبر اور دیندار متقی ہوں گے۔ تو امت پھلے گی اور ترقی کرے گی۔

ہمارے اکابر نے ہمارے سامنے کیسی چیزیں چھوڑیں ۔ امیر المومنین فاروق اعظم کا ذکر کیا ۔ قیصر اور کسریٰ کی بڑی بڑی سلطنتیں حضرت عمر کے زمانہ میں قبضہ میں آئیں ۔ غنیمت کا بہت بڑا ذخیرہ آیا ۔ مسجد بھر گئی ۔ لعل و جواہر سونے اور ۔۔۔ سے ۔ کہتے ہیں کہ کسریٰ کی سلطنت حضرت نوح سے لیکر ایک ہی خاندان میں چلی آرہی تھی ۔ دنیا کا سونا اور جواہرات کسریٰ کے خزانوں میں جمع ہوتا رہا ۔ چونکہ ایک خاندان نسلاً بعد نسل رہا ۔ بعض نے تو کہا ہے کہ حضرت آدم کی تیسری پشت سے یہ سلطنت قائم چلی آرہی تھی ۔ تو کسریٰ کی سلطنت کے مقابلہ میں آج کل کے روس اور امریکہ کی بھی کوئی پوزیشن نہیں ۔ ہم نے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سمیت اب تک نہیں دیکھا کہ یہ جنگ ہوا کسی ایک قصبہ اور ایک مورچہ پر تین لاکھ مسلح فوج جمع کی ہوں اور قیصر کی فوج نے ایک قصبہ یرموک کی لڑائی میں تین لاکھ فوج جمع کی اور ایک لاکھ سے اوپر فوجیوں کو پا بہ زنجیر باندھا تھا ۔ کہ بھاگ نہ سکیں ۔ تو جو حکومت گاؤں میں لڑنے کیلئے تین لاکھ فوج جمع کر سکے اس کی مجموعی طاقت کتنی ہوگی ۔ لاکھوں مربع میل زمین ان کے قبضہ میں آئی لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کردوں کہ کسریٰ کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور ومزقنا هم کل ممزق ۔ کا مصداق بن گئی ۔ ایک حدیث رسول ، ایک پرزہ ، ایک خط مبارک حضور اقدسؐ کا جس پر گویا حدیث لکھی ہوئی تھی ، اس کو پھاڑ دیا ، اس کی توہین کی ۔ نتیجہ یہی نکلنا تھا جو سامنے آیا ـــــ ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے مبلغ ہیں ۔ وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیرا ونذیرا ۔ اور جس طرح سورج کی حالت ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد اور جب وہ نصف النہار پر ہو اس وقت کسی بجلی کسی چراغ اور نہ کسی چاند اور ستارے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس طرح حضورؐ کے ہوتے ہوئے کوئی اور نبی اور ہادی نہیں آسکتا ۔ تو حضورؐ نے سارے عالم کو دعوت دی ، امراء اور سلاطین کو بڑے بڑے سرداروں کو گرامی نامے بھیجے جس میں ان کو اسلام کی دعوت دی ۔ کسریٰ کے نام بھی گرامی نامہ بھیجا گیا جس میں یہ حدیث مبارک ہے :

من محمد الرسول الله صلی الله علیہ وسلم الی کسریٰ عظیم فارس اما بعد فادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم ۔	یہ گرامی نامہ ہے حضرت محمد رسول اللہ کی طرف سے فارس اور ایران کے امیر کسریٰ کی طرف ۔ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اسلام کی طرف آؤ اس قانون کی طرف جو امن وسلامتی اور سلم کا قانون ہے ۔

...

یعنی ہم کسی کی زمین کسی کی سلطنت چھیننا نہیں چاہتے ہماری دعوت یہ ہے کہ آؤ باہمی سلامتی کا قانون

اسلام مان لیں۔ اگر تو اسے قبول کرے گا تو محفوظ رہے گا۔ ورنہ ملک کی جس قدر رعایا ہے سب دین پر گئی تو سب کا وبال تمہارے اوپر ہوگا۔۔۔ اس نے گرامی نامہ پھاڑ دیا اور دنیا میں نظائر ہمارے سامنے ہیں کہ اسلام کے ساتھ جو ایسا سلوک کرتا ہے خدا اسے نیست و نابود کر دیتا ہے۔ گیند کی طرح آپ اسے جتنا بھی زمین پر پھینکیں گے ماریں گے اسے ختم سمجھیں گے اتنا ہی یہ اچھلے گا۔ ابھرے گا۔۔۔ پہاڑ سے جو ٹکرائے گا اپنے سر کو توڑے گا۔ اسلام کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لیا ہے۔ تو کسریٰ بھی بڑا متکبر تھا، نام بھی اس کا پرویز تھا۔۔۔ اور اس نام کے بھی عجیب اثرات ہیں، جہاں یہ پرویز ہوگا حدیث کا منکر ہوگا۔ اگر ایسا نام کسی کا ہو تو بدل دو۔ عبداللہ وغیرہ رکھ دو پرویز نام نہ رکھا کرو۔۔۔ یہ شخص نوشیرواں جس کے بڑے قصے ہیں کا پوتا تھا۔ تو اس نے حکم دیا۔ یمن کے گورنر کو جو کسریٰ کے ماتحت تھا، کہ فوراً قاصد مدینہ بھیج کر حضورؐ کو گرفتار کر کے لے آؤ، نہ آئیں تو ان کا سر پیش کر دو اس نے دو افسر مدینہ بھیجے مدینہ منورہ پہنچے تو ان کے دل میں تھا کہ کوئی مضبوط قلعہ ہوگا۔ بڑی فوج ہوگی۔ اور معلوم نہیں حضورِ اقدسؐ سے کس وقت ملاقات ہوگی۔ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ حضورؐ ایک بوریہ چٹائی پر تشریف فرما ہیں چند صحابہ ہیں کسی کی لنگی ہے چادر نہیں کسی کا صرف لبادہ کرتا ہے۔ کسی کی ٹوپی نہیں، چند فقراء تھے۔ جن کے بارہ میں اللہ کا ارشاد تھا: واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ۔ (حضورؐ کو فرمایا گیا کہ جو بڑے بڑے امراء اور سرمایہ دار آپ کی مجلس میں اس شرط پر آنا چاہتے ہیں کہ ان فقراء کو مجلس سے نکال دو۔ کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھنا عار ہے۔ ہماری رسوائی ہے کہ ان ننگے، بھوکوں، ملنگوں کے ساتھ بیٹھیں۔ تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا ان کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں: اپنے نفس کو ان فقراء کے ساتھ جمائے رکھ جو دن رات خاص میری رضا کی خاطر میری یاد میں مشغول ہیں یہ میری نگاہ میں ان امراء و رؤساء سے معزز ہیں اور وہ لوگ حقیر و ذلیل۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے بھی ایک دفعہ مہاجرین کے بارہ میں کہا تھا کہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل۔ یہ ہمارے ٹکڑے کھانے والے اب ہمارے مقابلہ پر اتر آئے ہیں۔ یہ ابن ابی کو اس زمانہ میں اپنے علاقہ کا نواب کہیں یا ملک بظاہر اسلامی فوج میں شامل ہے مگر ہے منافق۔ تو کہا کہ مدینہ واپس ہوکر ان مہاجروں کو نکال دیں گے ان کا کھانا بند کر دیں گے۔ یہ بیچارے گزرے ہم جیسے معزز لوگوں کا سامنا کرتے ہیں۔؟

شانِ صحابہؓ اور قرآنؐ | یہاں ایک بات اور سنئے کہ جہاں بھی صحابہ کرام کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے تو اللہ اسے بڑی تفصیل سے ذکر کرتا ہے جیسے کہ ایک محب کسی محبوب کا نام آجائے

تو اس کا جی نہیں چاہتا کہ اسے چھوڑ دے ، دیکھئے قرآن کریم میں ایک جگہ صحابہؓ کا ذکر کس انداز میں آیا ہے فرمایا محمد رسول اللہ یہ تو حضورؐ کی شان بیان ہوئی آگے حضورؐ کے صحابہؓ کا ذکر شروع ہوا معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ــــ تا ــــ اجراً عظیما ۔ تو ساری رکوع صحابہؓ کی تعریف میں پوری ہو گئی ۔ تو صحابہؓ کی توہین کو اللہ نہیں چاہتا اور رسول نہیں برداشت کر سکتا ۔ اور کیسے برداشت ہوگا جنہوں نے اپنی جان اپنا مال اپنی عزت و آبرو اپنے خاندان سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا ۔ اور اس قربانی کی برکت سے تو آج ہم یہاں پنڈی میں بھی مسجد میں اللہ جل مجدہٗ کے سامنے سربسجود ہیں اگر صحابہؓ دین نہ سیکھتے اسے نہ پھیلاتے تو ہم یہاں پنڈی میں اس مسجد کی بجائے کہیں مندر کہیں دھرم شالوں میں بت کے سامنے بیٹھے ہوتے ــــ تو یہ ان کے مساعی کی برکت ہے ــــ اب عبداللہ بن ابی انہیں ذلیل کہہ رہا تھا ۔ تو خداوند کریم نے کہا ــــ : وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ۔ اللہ و رسول کی عزت ہے اور عزت والے حضورؐ کے صحابہؓ ہیں یہ منافق نہیں ۔ فرمایا اپنے نفس کو ان فقراء اور بیکسوں کے ساتھ جمائے رکھو ، دنیا دار آتے ہیں تو بہتر نہیں آتے ، تو ناراض مت ہو ، غریبوں کو ان کی وجہ سے مت نکال ، تو فرمایا اصل عزت والا اللہ ہے ۔ آپ اردگرد کروڑوں چیزوں پر نظر کریں پانی ، ہوا ، یہ دری یہ پنکھا یہ لاؤڈ سپیکر یہ سائبان ، یہ زمین و آسمان یہ ہمارا وجود ، یہ اور ان مخلوق یہ حشرات اور بہائم سب کو خدا نے موجود کیا ، سب کو کھانا ملتا ہے ۔ یہ کون دیتا ہے ۔؟ سب کے سانس کے لئے ہوا کی ضرورت ہے تو وہ انہیں کون پہنچاتا ہے ۔؟

آج ہم کسی کے پاس چند روپے دیکھیں تو اسے معزز سمجھنے لگتے ہیں ۔ یہ چیز ہے کیا ؟ خداوند مالک الملک ــ تو سارے خزانوں کا مالک ہے ۔ تو عزت بھی سب سے اول اللہ کی ہے ، پھر عزت اور طاقت کا مالک رسول اور پیغمبر ہوتا ہے ۔ ہم اسے کملی پہنے ہوئے زمین پر بوریہ نشین اور کمزور نہ سمجھیں ہمیں پیغمبر کی طاقت کا اندازہ نہیں ہوتا ، اللہ نے اسے بڑی قوت دی ہوتی ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر نبی کو اللہ نے امت کے بارہ میں ایک دعا کرنے کا اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو اللہ اسے دنیا ہی میں قبول کر دے گا ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ ان منکرین اور جابرہ کو ختم کر دے ، ختم ہوئے یا نہیں ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ فرعون کو بہت سمجھایا اب تو اسے ٹھیک کر دے تو فوج کے ساتھ بحیرۂ قلزم میں غرق کر دیا ، لاٹھی کی ایک ضرب سے سمندر نے راستے چھوڑ دئے ۔ تو انبیاء کے زبان ہلانے کی دیر ہوتی ہے ۔ ظالم لوگ مذاق کرتے ہیں اور نبی کو کمزور سمجھتے ہیں ۔ مگر یہ ان کا صبر و تحمل اور شان عفو ہوتا ہے ۔ ورنہ اگر نبی چپکے سے کہہ دے کہ یا اللہ انہیں ختم کر دے تو ختم ہونے میں کچھ بھی دیر نہ ہو گی ۔ علمی لطیفہ کے طور پر عرض کروں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیل

آئے۔ اور عزرائیلؑ کو تو آپ سب جانتے ہیں، سب کا مہمان بنے گا — تو انبیاء کی روح قبض کرنے کے بارہ میں خدا کا قانون یہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام کی بات انبیاء کے ساتھ ادب سے ہوتی ہے۔ آتے تو سلام کرتے، اجازت چاہتے، حاضری کے بعد عرض کرتے کہ اللہ کی طرف سے آیا ہوں۔ آپ کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہنا چاہیں تو بسم اللہ میں حاضر ہوں۔ حضور اقدسؐ جب مرض وفات میں تھے تو حضرت عائشہ جو سرہانے بیٹھی تھیں فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اللھم الرفیق الاعلیٰ۔ (اے اللہ میں سب سے بہتر ساتھی جو تو ہے کی رفاقت چاہتا ہوں۔) میں فوراً سمجھ گئی کہ یہ وہی بات ہے کہ عزرائیل نے حضورؐ کو اختیار دیا کہ آپ قیامت تک زندہ رہنا چاہیں دنیا کی سلطنت بھی آپ کی ہوگی اور اگر آپ ہمارے پاس آنا چاہتے ہیں تب بھی آپ کی مرضی تو حضورؐ نے فرمایا: اختار الرفیق الاعلیٰ۔ دیکھئے اللہ اپنے بندہ کی شان بھی کیسی کیسی ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت عزرائیل کی بڑی طاقت ہے۔ دیکھئے حضرت جبرئیل نے لوط کی بستیوں کو جس کی آبادی لاکھوں تھی لواطت ہم جنسی کی بیماری اس قوم میں پیدا ہوئی تو ایک انگلی سے پورے علاقے یا صوبے کو اٹھا کر آسمان تک لے گئے پھر الٹا کر کے پھینک دیا۔ اسی طرح عزرائیل کی بھی بڑی طاقت ہے۔ سب کی روح قبض کرنے والا ہے — وقت ہے نہیں میری باتیں ویسے بھی بے ربط ہوتی ہیں مگر بات سے بات نکلتی ہے۔ تو جس وقت اللہ نے چاہا کہ انسان کو پیدا کروں اس وقت اللہ نے چاہا کہ سارے کرۂ زمین کے اجزاء اس کے خمیر میں شامل ہو جائیں اور حکمت اس میں یہ تھی کہ اولاد آدم علیہ السلام کو زمین کے مختلف حصوں اور مختلف میں آباد ہونا تھا۔ اور ایک خطّے سے دوسرے خطوں میں سفر کرنا تھا۔ اس لئے تمام شہروں اور خطّوں کی آب و ہوا سے موافقت پیدا کرانی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کا جسم مبارک سارے روئے زمین کی حاصل شدہ مٹی سے بنایا گیا تو پہلے حضرت جبرئیل کو مامور کیا کہ جا کر زمین کے ہر حصے سے مٹی لے لینا ہم اپنے خلیفہ کو پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور انسان کی غالب عنصر مٹی سے ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین — تو جبرئیل علیہ السلام زمین کے پاس آتے اور ساری زمین ان کے سامنے ایسی ہے کہ ہتھیلی میں کوئی بیضہ وغیرہ رکھیں جب ارادہ کر لیا کہ ساری زمین سے مٹی سمیت لوں تو زمین نے رو رو کر خدا کے نام کا واسطہ پیش کر کے کہا کہ مجھے معاف کر مجھ سے یہ مٹی نہ لے حضرت جبرئیل تو کے نام کے بڑے عاشق ہیں، ایک عاشق کے سامنے محبوب کا نام لو کہ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو تو مسلمان فوراً ڈھے جائے گا۔ ہمارے امام ابو حنیفہؒ جن کے مسلک پر نصف دنیا سے زائد مسلمانوں کی تعداد چل رہی ہے، فقہاء اور قاضیوں کے امام

اور استاد ہیں انہیں حکومت نے بہ جبر قاضی بنا دیا۔ سرکاری عہدہ نہیں لینا چاہتے تھے، مجبوراً لیا مگر پھر چھوڑ دیا۔ تو قضائے بعد پہلا مقدمہ ان کے سامنے آیا ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا تھا دوسرے نے کہا مجھ پہ ایک پیسہ بھی نہیں، امام نے مدعی سے گواہ طلب کئے کہا گواہ نہیں مدعی علیہ منکر تھا۔ اب شریعت کا قانون ایسی صورت میں منکر کو حلف دینے کا ہے۔ اللہ کو گواہ بنا کے قسم کھا لے۔ وہ قسم کے لئے تیار ہوا۔ امامؒ نے کہا دیکھیں جلدی نہ کریں۔ خدا کا نام لینا اتنا معمولی نہ سمجھیں، ذرا سوچیں، کہا میں نے سوچا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں امامؒ نے فرمایا معلوم نہیں خدا کا نام اگر سچائی سے ہے تو پھر تو ٹھیک جھوٹ ہو تو کہیں سب پر خدا کا عذاب نازل نہ ہو جائے۔ تو فرمایا قسم مت کھاؤ مدعی سے کہا اپنا حق مجھ سے لے لو اور اسے چھوڑ دے۔ دوسرے مقدمے میں بھی ایسا کیا اور عدالت سے باہر نکل آئے کہا کہ میرے پاس اتنی دولت نہیں کہ لوگوں میں بانٹتا پھروں تو یہ خدا کے نام کی عظمت کا احساس تھا۔ تو جبرئیل امین تو اللہ کی عظمت کا سب سے زیادہ احساس تھا۔ خدا کا واسطہ سن کر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر میکائیلؑ کو بھیجا، ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی سلسلہ ہوا، وہ بھی واپس گئے یہ گویا وجوبی حکم نہ تھا۔ اختیاری حکم بھی تو ہوتا ہے۔

عزرائیل علیہ السلام آئے کہ تمام انسانوں کے لئے ایک ہیولیٰ تیار کرنا ہے۔ حضرت آدمؑ کا قالب بنانا ہے۔ زمین نے منت کی کہ مجھ سے نہ چھین، اس لئے کہ جب انسان بنے گا اور شریعت پر اگر اس نے عمل کیا خدا کی تابعداری کی جنت میں جائے گا۔ لیکن اگر مخالفت کی تو میرے اجزاء بھی جہنم میں چلے جائیں گے مجھ میں خدا کی ناراضگی مول لینے کی تاب نہیں اس لئے زمین کو پیش دی۔ حضرت عزرائیل نے ہاتھ بڑھا کر مٹی لے لی اور فرمایا خدا کا حکم خدا کے نام سے پہلے ہے، خدا کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ میں تو خدا کا آرڈر مانوں گا۔ مٹی لے گیا۔ اور چونکہ مٹی کی یہ امانت لینے والا وہ ہے تو واپس سپرد کرنے والا بھی اسی کو مقرر کیا، اب روح تو اوپر چلی جاتی ہے، جسم کو زمین کے حوالے کرتا ہے۔

—— تو جس نے پہلے مٹی کے اجزاء کئے تھے اسی کے سپرد کیا کہ تم اب ارواح بھی قبض کرو۔ تو بڑی طاقت تھی کہ دو انگلیوں میں ساری زمین کا جوہر نچوڑا —— لیکن پیغمبروں کی طاقت تو اور بھی بڑی ہے۔ اللہ نے ان کی مثال دکھائی تھی۔ تو جب عزرائیلؑ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو اتفاق کی بات ہے مخلوق ہے اور خدا کا منشا ہی ایسا تھا وہ سلام بھول گئے، سامنے بیٹھ گئے، استیذان اور اختیار دینے کا طریقہ بھی ترک ہوا، بیٹھتے ہی کہا آئیے آپ کی روح قبض کر دوں جیسے کوئی کہے

تمہیں ختم کرتا ہوں۔ تو تو من کال کہے گا کہ تو کون ہے ختم کرنے والا، وہ تو ایک اللہ کی ذات ہے۔
تو حضرت موسیٰؑ مراقبہ میں تھے عجیب دوران پر تکالیف گزرا ہے امت کے ہاتھوں سے۔ کسی پریشانی میں ہوں گے۔ اللہ سے راز و نیاز ہو رہا ہوگا۔ عزرائیلؑ کی آواز سے مراقبہ سے چونک اٹھے ذرا سا ہاتھ اٹھا کر عزرائیلؑ کو جھٹک دیا کہ تو کون ہے قبض کرنے والا تو اسکی ایک آنکھ باہر نکل آئی، اور فرشتے انسان کی شکل میں بھی آتے ہیں، جبرائیل علیہ السلام کو اصل شکل میں دو دفعہ حضور اقدس ﷺ نے دیکھا عموماً حضرت دحیہ کلبیؓ یا دوسرے صحابہؓ کی شکل میں آتے رہتے۔

ــــ تو حضرت عزرائیل یہ نہیں کہ لڑتے جھگڑتے، سمجھے کہ جلال کی حالت ہے اور حضرت موسیٰؑ کی جلالی شان تو عجیب تھی۔ فرعون بڑا مغرور اور بدمعاش تھا۔ سارے قرآن میں دیکھیں حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کو تو سولی پر چڑھا دیا، قتل کیا، بچوں کو قتل کرتا رہا، مگر حضرت موسیٰؑ کو پکڑنے کا آرڈر فوج یا پولیس کو کبھی نہ دے سکا۔ یہ ہمت نہ ہوسکی۔ حضرت موسیٰؑ کے پاس تھی ایک لاٹھی، سوتے تو اسے سرہانے رکھ دیتے جاگتے تو ہاتھ میں یہی لاٹھی ایک بار جب اژدھا بن کر سارے محلات کو جبڑے میں لیا تو فرعون کا پاجامہ خراب ہوگیا تو اسکی یہ ہمت نہ ہوسکی کہ حضرت موسیٰؑ کے قتل کا حکم دے تو ان کی خدائی ہمت اور جلال کا کرشمہ تھا۔ حضرت عزرائیل بھی اللہ کے پاس واپس گئے اور ساری صورت اللہ کو عرض کیا، اللہ کی شان تھی اسکی آنکھ تو درست کر دی، اور حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ عزرائیل علیہ السلام تھے کہ جو بچ گئے حضرت موسیٰؑ جلال میں آئے تھے اور اس وقت وہ آسمانوں اور زمین کو بھی ٹکر مارتے تب بھی سب پاش پاش ہو جاتے۔ تو اللہ نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا آپ کا خیال تو یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ آپ ... سمجھتے، مگر ایسا نہیں، تو پھر جا سیدھے طریقہ سے سلام کر استیذان کے بعد انہیں اختیار ... اور کہہ دیتے کہ حضرت موسیٰؑ اپنا ہاتھ کسی بھیڑ بکری دنبہ کی پشت پر رکھ دیں جتنے ہزار بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے عوض ایک برس زندگی بڑھ جائے گی، موسیٰؑ نے سن کر پوچھا پھر کیا ہوگا، کہا پھر بھی خدا کے پاس جانا ہوگا فرمایا: الآن ــــ ابھی سہی، میں تاخیر نہیں چاہتا۔ تو یہ تو پیغمبر کی عافیت کی شان ہے

مگر کسریٰ کی خود داری دیکھئے پولیس کو نبی کے بارہ میں آرڈر دیتا ہے پکڑ لو انہیں یا دو جیسے آج کل بھی ہمارے ہاں بڑے عجیب خود داغ دستے ہیں۔ گورنر کے بھیجے ہوئے افسر گئے حضورؐ کو زمین پر بیٹھے دیکھا نہ اسلحہ ہے نہ سامان نہ قلعہ مگر ہیبت اتنی طاری ہوگئی کہ ہوش ٹھکانے نہیں ہیں، رعب کی وجہ سے بات نہیں کر سکتے حضورؐ نے جن کی مہمان نوازی عادت تھی مصافحہ کیا اور فرمایا کہ یہ مہمان ہیں انہیں آرام سے بٹھا دو کھانے پینے کا بندوبست کر دو اور صبح ان کو آکر ملنے کا کہا کہ اس طرح رعب بھی کم ہو جائے گا۔ بدر ...

دن صبح آنے کے بعد انہوں نے مدعا بیان کیا کہ ہم تو تنخواہ دار ملازم ہیں تابعدار ہیں۔ آرڈر کی تعمیل کرنی ہے۔ گرفتاری مرضی سے کرانا چاہیں تو ٹھیک ورنہ تلوار سے سر کاٹنے کا حکم ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کس نے حکم دیا کہا خسرو پرویز نے، فرمایا وہ تو فلاں تاریخ کو یا بعض روایات میں ہے کہ رات ہی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اب کس کے آرڈر کی تعمیل کرنی ہے۔ تو اس ذلت سے اللہ نے اسے سزا دی۔

جو بھی حدیث رسول کی توہین کرتا ہے۔ اللہ اُسے ذلیل کر دیتا ہے۔ خسرو اپنی ناسگی ماں پر عاشق تھا چاہا کہ باپ کو بیچ سے ہٹا دوں باپ کا پیٹ چیر کر اسے قتل کر دیا۔ اللہ جب تباہی لاتا ہے۔ تو سب پر ——— باپ کو قتل کیا تو ڈر لگ گیا کہ کوئی بدلہ نہ لے لے۔ تو خاندان کے سارے مرد جو ملک کے اہم مناصب پر فائز تھے سب کو ایک ایک کر کے قتل کر دیا۔ اب خود اس کی باری آئی باپ کو اندازہ تھا کہ بیٹا بدمعاش ہے۔ تو پہلے سے زہر کی گولیوں کو لپیٹ کر بوتل میں رکھوا دیا اور اپنے خاص صندوق میں بند کر دیا اور بوتل پر لیبل لگایا کہ باہ کے لئے بڑی قوت کی دوا ہے۔ بیٹے نے دیکھا تو سمجھا کہ شاید ان گولیوں کی وجہ سے باپ عیاشی کرتا تھا۔ سب کو قتل کر کے مطمئن تھا کہ مقابلہ کا تو کوئی رہا نہیں ——— دادِ عیش دینے سوچا چڑھی ہوئی زہر کی گولیاں کھا لیں، کھاتے ہی سمجھ گیا کہ زہر کھا لیا۔ اب اس کے خاندان میں کوئی مرد تو رہا نہیں تھا۔ اس کے بعد اس کی بہن "بوران" تخت پر بٹھائی گئی۔ حضورؐ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا جس حکومت کی سربراہ عورت ہو وہ حکومت کبھی کامیاب نہیں ہو گی ——— حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے اللہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ تو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عراق، عرب، یمن، مشرقی یورپ سب پر حکومت قائم ہوئی، تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مال غنیمت آیا لوگوں نے مشورہ کیا کہ یہ خزانے کس طرح تقسیم ہوں۔ فیصلہ ہوا کہ سب سے زیادہ حصہ حضورؐ کے خاندان کو دیا جائے یعنی بنو ہاشم پھر امیر المومنین ابوبکر کے جو رشتہ دار ہیں ان کو دوسرے نمبر پر۔ پھر حضرت عمرؓ کا جو خاندان ہے اس کو تیسرے نمبر پہ دینا چاہئے یہ شوریٰ والوں کا فیصلہ تھا۔ کہ ساری برکت تو حضورؐ کی ہے کہ آج ہم تاج و تخت کسریٰ کے مالک ہیں۔ پھر حضرت صدیقؓ کی قربانیاں ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ کی امارت تو اس ترتیب سے حصے ہونے چاہئیں۔ یہ تجویز حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کی گئی، فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سب سے زیادہ حصہ حضورؐ کے قرابتداروں یعنی بنو ہاشم کو ملنا چاہیے۔ پھر حضورؐ کے جدِ امجد ہیں عبد مناف۔ پھر مثلاً قصی کی جو اولاد ہے۔ اس طریقے سے اوپر جاتے ہوئے اجداد کے خاندانوں کو ترجیح دی جائے، اول دوسرے تیسرے، غرض جو بھی کسی سے حضورؐ کا رشتہ ہے وہ محروم نہ رہ جائے۔ پھر ابوبکرؓ کا پھر عمرؓ کا خاندان ہو تو اپنا نمبر سب سے پیچھے کر دیا۔

بات طاوٹ کی شروع تھی، وقت بھی ختم ہو رہا ہے۔ تو حضرت عمرؓ گلی کوچوں میں پھر رہے

ہیں۔ ایک عورت بیٹی کو کہتی ہے کہ صبح ہونے کو ہے جلدی کرو دودھ میں پانی ملا دو۔ جیسے آج کل کی ملاوٹ ہے۔ بیٹی دین دار تھی، کہا ماں تجھے امیر المومنین کا اعلان معلوم نہیں کہ ملاوٹ سے منع کیا ہے۔ ماں نے کہا بیٹی تجھے اعلان سے کیا، اسے کوئی اطلاع تو نہیں ہوتی، ہم گھر بیٹھے ہیں، کس کو علم ہے۔ لڑکی نے کہا ماں تیری بات بھی مانتی ہے۔ لیکن اللہ کا حکم بھی ملحوظ رکھنا ہے اور امیر المومنین تو نہیں ہیں مگر اللہ تو موجود ہے، میں اس میں پانی نہیں ڈالوں گی۔ حضرت عمرؓ راستے میں کھڑے سے تھے۔ باتیں سنیں، گھر گئے، جا کر اپنے صاحبزادوں کو بلایا اور کہا دیکھئے ایک غریب خاندان کی لڑکی ہے۔ ظاہر ہے جب دودھ بیچ کر گذارہ کرتے تھے تو غریب ہی ہوں گے۔ یہ بھی معلوم نہیں تنگ کیسا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں کسریٰ اور قیصر کی بعض صاحبزادیاں مسلمان ہوئیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کی باندیاں بیویاں بنیں جہاں ایسی باندیاں صحابہؓ میں تقسیم ہو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ اپنے بیٹوں کے لئے شہزادیوں کا رشتہ مانگتے تو کون انکار کرتا۔ مگر حضرت امیر المومنین نے کہا کہ اس غریب لڑکی کے دل میں خدا کا خوف ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس اس سے شادی کر لو۔ بیٹے نے کہا سبحان اللہ خدا کا خوف ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ حضرت عمرؓ تیار ہو گئے۔ تو ایک تو وہ ملاوٹ تھی اور ایک ملاوٹ وہ ہے کہ قصائی گوشت بیچتا ہے تو ہڈی بھی اس میں ہوتی ہے۔ یہ کھلی ملاوٹ ہے، خفیہ اور غبن نہیں گندم میں چنے اور جو کے بھی کچھ دانے ہوتے ہیں۔ تو قصائی سے کہیں کہ گوشت تو لوں گا۔ مگر ہڈی واپس کر دوں گا وہ کہے گا یا تو سب لے لو یا سب چھوڑ دو۔ ہڈی لیکر میں کیا کروں گا۔

الغرض قانون ایسا ہے کہ عیب والی چیز بھی لو گے۔ یہ چھپی ہوئی بات نہیں کھلی ہوئی بات ہے اسی طرح نماز باجماعت میں جتنے لوگ شریک ہیں مجھ جیسے گناہ گار بھی ہیں، جن کی نماز اس قابل نہیں کہ قبول ہو اور نیک خدا کے مقرب بندے بھی ہوتے ہیں۔ اللہ خریدار ہے ہم بیچنے والے ہیں۔ ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ الآیۃ۔ اب محض اس کے فضل و کرم سے کہ اس ہاں تو قانون کا لزوم ہے نہیں مگر بڑا مہربان ہے اپنے اختیار سے ہمارے لئے بنائے گئے قانون کی خود بھی پابندی کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں کرتا کہ زید کہ اچھے لوگوں کی نماز قبول کر دے اور باقی ردی کی ٹوکری میں ڈال دے اس کی رحمت سے یہ بعید ہے تو ایک کی وجہ سے سب نمازیں قبول کر دے گا کہ ہم نے جماعت میں اپنی نماز کو اس کے ساتھ وابستہ کر لیا۔ اس بناء پر ہم جیسے ردی لوگوں کی نماز بھی قبول ہوگی۔ ایک تو دین کا نشان بلند ہوگا۔ لوگ دیکھیں گے کہ یہ اللہ کے غلام ہیں اور دین میں یہ بھی ایک عبادت ہے اس کے علاوہ اگر انفرادی نماز لائق قبولیت نہ تھی اور دن کی برکت

ہے قبولیت بھی ہو گئی ـــــ پھر یہ کہ ایک لالٹین ہو تو روشنی دھیمی ہوتی ہے۔ دس بیس جمع کر دو روشنی بڑھتی رہے گی۔ ایک دوسرے کا اثر قبول کرے گی۔ ایک شخص کے ایمان اور نماز کی روشنی ایک واٹ ہے۔ دوسرے کی دس واٹ تیسرے کی سو واٹ یہ تمام نورانیت قلوب جمع ہو کر اربوں واٹ تک روشنی پہنچ جائے گی۔ اور اس کے علاوہ نماز باجماعت میں صبر و تحمل کا بھی اجر ہے، گھنٹہ پہلے آئے اوروں کے انتظار میں بیٹھے ہیں برکا مادہ ہے، اور ایک دوسری مصلحت یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حالات سے بھی واقفیت ہو گی۔ عبرت اور سبق ہو گا ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی کوتاہیوں کی اصلاح کریں گے محلے کے لوگ دن میں پانچ مرتبہ ایک دوسرے سے ملیں گے۔ شہر اور آس پاس کے دیہات کے مسلمان ہفتہ میں ایک بار نماز جمعہ کی شکل میں جمع ہوں گے اور یہ سب برکات اور بھی وسیع پیمانے پر حاصل کریں گے آگے چل کر حج کا موسم آئیگا۔ تو ساری دنیا اور سارے عالم اسلام کے مسلمان بیت اللہ کے آس پاس مل بیٹھیں گے۔ جمع ہو کر ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں گے۔ ایک دوسرے سے ربط و تعلق بڑھے گا۔ حالات کی خبر گیری ہو گی تو ہر عبادت میں یہی اتحاد۔ یگانگت باہمی ربط و تعلق کی شان موجود ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اشارہ فرمایا جسے میں نے ابتداء میں تلاوت کیا تھا۔ مگر افسوس کہ وقت نہیں رہا۔

مختصراً عرض کروں گا کہ آج مسلمان اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ بڑا سبب باہمی نا اتفاقی ہے جو ملک میں بھی ہے گھر میں بھی باپ بیٹے میاں بیوی کے درمیان بھی ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ یہ چیز جس قوم میں آ جائے سمجھئے کہ اب یہ جہنم اور تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے۔ خداوند کریم نے اس آیت میں اسلام کی یہ نعمت ذکر کر دی کہ اے انصار و مہاجرین یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اسلام کی برکت سے ایک ہو گئے، اللہ نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ ایک دوسرے کی عزت کرنے والے ایک دوسرے پر مال و جان قربان کرنے والے بن گئے۔ جاہلیت کی باتیں کہ میرا خاندان میری قوم میرا منصب میرا ملک سب چھوڑ بیٹھے۔ حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو کسی عربی کو عجمی پر کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں خاندانی جغرافیائی عصبیت کو ختم فرما دیا اللہ کی نعمت یاد کرو کہ خدا نے تمہیں ملا دیا۔ آگے فرمایا: وکنتم علی شفا حفرۃ من النار۔ اس وجہ سے تم تباہی اور ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گئے تھے۔ فانقذکم منھا۔ خدا نے تمہیں ان چیزوں سے نجات دی اور ہلاکت کے گڑھے سے بچا لیا تو اسلام کہتا ہے کہ مخالفت کی کوئی بات اپنے اندر نہ پیدا کرو۔ حکم ہے کہ ایک مسلمان دوسرے سے مذاق نہ کرے۔ لا یسخر قوم من قوم۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ ایک شخص کی بہت سی نیکیاں ہوں گی۔ حکم ملے گا کہ جہنم میں جائے، وہ حیران ہو کر پوچھے گا تو ارشاد ہو گا کہ یہ صحیح ہے کہ تم نے بڑی

باقی صفحہ ۹۵ پر